بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

# گیارہ قدم

تصنیف

مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

تاج نوری گروپ

ناسک، مہاراشٹر



نام کتاب : گیارہ قدم

مصنف : علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

غرض وغایت : تحفظ وترویج اثاثۂ علمائے اہلِ سنّت

سنِ اشاعت : ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ/ ۲۰۱۷ء

بموقع جلوسِ غوثیہ شریف

صفحات : 40

ناشر : تاج نوری گروپ، ناسک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم۔ امّا بعد

نمازِ غوثیہ جو صلوٰۃ الاسرار کے نام سے مشہور ہے حل المشکلات کے لیے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ اس نماز کے ہر عمل پر مخالفین کو اعتراض ہے، بالخصوص گیارہ قدم چل کر بغداد کی جانب آنے جانے کو شرکِ عظیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقیر نے اس رسالے میں ان کے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ یہ سارا فیض ہے ''امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ'' کا ورنہ من آنم کہ خود دانم۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

**ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

۱۹ محرم ۱۴۲۳ھ

بہاول پور۔ پاکستان



## ولادت

محبوبِ سُبحانی قطبِ ربانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب حضرت ابو صالح کے گھر پیدا ہوئے تو شمعِ نور (غوثِ اعظم) نے دنیا کو چاروں طرف روشن کر دیا، جس سے دینِ مصطفی ﷺ کو رونق و برکت اور تازگی نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ ماہِ رمضان المکرم میں پیدا ہوئے، بایں وجہ آپ رضی اللہ عنہ اس ماہِ مقدس میں دن کو والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے یعنی آپ رضی اللہ عنہ پیدائشی طور پر روزہ دار تھے۔

## تعلیم

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مدرسۂ نظامیہ بغداد میں جب تعلیم مکمل کر چکے تو عبادت و ریاضت کی عادت ڈال لی۔ پہلے ایک سال مدائن کے کھنڈرات میں شب و روز یادِ حق میں بسر کیا۔ پھر سالہا سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ پچیس ۲۵ سال کے مجاہدات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے شیخ الشیوخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ کے دست پر بیعت کی اور سلوک میں بہت بڑا مقام و مرتبہ حاصل کیا۔

## محی الدین

آپ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے پیدا ہوتے ہی خدا کے فرض کردہ روزوں کو ادا کیا، پھر جب بالغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے شریعتِ اسلامیہ پر آنے والی ظلمات کو خوب صاف فرمایا، یہاں تک کہ نظامِ مصطفی ﷺ کا مکمل طور پر نفاذ ہو گیا اور دین کو حیاتِ نو نصیب ہوئی، اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ کو محی الدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو محبتِ الٰہی میں وہ کمال حاصل تھا کہ عشقِ خداوندی آپ رضی اللہ عنہ کی ہر ادا سے نمودار تھا۔ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منزلِ وحدت میں مستغرق تھے کہ بس خدا ہی خدا آپ رضی اللہ عنہ کو یاد تھا اور غیر سے آپ رضی اللہ عنہ بالکل بے خبر تھے۔

## دین زندہ کردیا

ایک مرتبہ محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ ایک غیر آباد سنسان مقام سے گزر رہے تھے، یہ وہ زمانہ تھا

جب آپ رضی اللہ عنہ اخلاص و وفا اور طلبِ صادق کی لاتعداد مثالیں قائم کر کے حریمِ قدس (خانۂ کعبہ) کے محرم اور لامکاں کی وسعتوں کے شہباز بن چکے تھے اور خصوصی نورِ بصیرت حاصل ہونے کی وجہ سے غیر محسوس حقائق و معانی کو محسوس صورت میں دیکھ سکتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ناتواں (کمزور) اور خستہ حال بوڑھا راستے میں لیٹا ہوا دیکھا، اس کے چہرے پر مردنی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ کو اس پر بے اختیار پیار آ گیا۔ گویا کوئی اپنا ہی عزیز اور محبوب ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کی بالیں (سرہانے) پر کھڑے ہو گئے۔ مسیحا کو مہربان اور سر پر کھڑا دیکھ کر جاں بہ لب (مرنے کے قریب) مریض نے آنکھیں کھول دیں، جیسے اس کی جان میں جان آ گئی ہو اور وہ جان گیا ہو کہ اب شفایاب اور تندرست ہونے میں کچھ دیر نہیں۔

بوڑھے نے لرزتا ہوا کمزور ہاتھ بڑھایا، آپ رضی اللہ عنہ نے قوی ہاتھوں سے تھام لیا۔ بوڑھے کی رگوں میں بجلی کی سی تیز رو دوڑ گئی اور جسم میں توانائی انگڑائیاں لے کر بیدار ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے پژمردہ (مرجھائے) اور سوکھے چہرے پر نکھار آ گیا۔ کمزوری اور ناتوانی جاتی رہی۔ اضمحلال (سستی و کاہلی) و خستگی کافور (ختم) ہوگئی اور ضعف و نقاہت (کمزوری) کا نشان تک نہ رہا، جو ابھی تھوڑی دیر پہلے موجود تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بدلتی کیفیت کو محسوس کیا اور اس معجزانہ تبدیلی پر حیران رہ گئے۔ بوڑھے کی جگہ کھڑے اب جوانِ رعنا نے جواب دیا۔ عبدالقادر! حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں دینِ اسلام ہوں، میری حالت نہایت خراب اور خستہ ہوچکی تھی۔ تم نے مجھے سہارا دے کر قوت بخشی ہے، مجھے زندہ کیا ہے۔ پیارے! تم محی الدین ہو۔

## دین و دنیا کا حال زار

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نورِ بصیرت سے بہرور حقیقت شناس (حقیقت پہچاننے والی) آنکھوں نے دین کو جس مثالی صورت میں دیکھا بغداد کی عملی صورت اس کا بھیانک نمونہ تھی۔ دین کی گرفت ذہن و کردار پر ڈھیلی پڑ چکی تھی، جس کے نتیجے میں وہ تمام اخلاقی قدریں دم توڑ چکی تھیں جو اُس کا لازمی حصہ ہیں۔ دولت کی فراوانی (زیادتی)، گناہ کی لذت اور عیش و



عشرت کی رنگینی نے اعمالِ صالحہ کو ایک ثانوی حیثیت دے دی تھی، جس کا قومی اور انفرادی زندگی پر یہ اثر تھا کہ بدی عام تھی اور گناہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور نمائشی دل آویزیوں (دل کو متاثر کرنے والی) کے ساتھ آزاد و بے قید تھا۔

## دورِ احیائے دین

ان بگڑے ہوئے حالات و واقعات کی اصلاح کے لیے ایک ایسے مسیحا نفس کی ضرورت تھی جس کی قوت کی تگ و تاز صرف علمی موشگافیوں، فلسفیانہ توجیہوں اور فقہی نکتہ آرائیوں تک ہی محدود نہ ہو، بلکہ بصیرت و روحانیت کی حدوں کو بھی چھوتی ہو اور اس میں عشق کی سرمستی اور معرفت و آگہی کی وہ برقی رو بھی ہو جو مردہ دلوں کو زندگی بخشتی اور طاغوتی (شیطانی) طاقتوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہو۔ اس کام کے لیے مشیتِ ایزدی (خدا) نے جنابِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو بطورِ خاص تیار کیا اور دین کی تجدید و تقویت (طاقت) اور ملت کے احیا کا اعزاز عطا کرنے کے لیے ابتدا ہی سے آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت اور معاونت فرمائی۔

## غیبی تربیت

واقعات سے پتہ چلتا ہے قدرت نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس مقصد کے لیے چن لیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو محی الدین بنانا مقصود تھا۔ یہ واقعات زمانۂ طالبِ علمی سے لے کر اس دور تک پھیلے ہوئے ہیں جب آپ رضی اللہ عنہ بغداد میں داخل ہو کر تختِ کرامت پر جلوہ فرما ہوئے اور مقابلے میں آنے والی مادّی قوتوں کو پاش پاش کر دیا۔

ان واقعات کا تذکرہ باعثِ سعادت و بصیرت اور اس نتیجے تک پہنچنے میں کافی مددگار ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت میں دستِ قدرت کارفرما تھا۔ چنانچہ چند واقعات و شواہد پیش کیے جاتے ہیں تاکہ یقین ہو کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے احیا کے لیے جس ہستی کو منتخب فرمایا وہ واقعی اس لائق ہے کہ انہیں تسلیم کیا جائے کہ آپ ہیں محی الدین رضی اللہ عنہ۔

## سچائی کی برکت

چند افراد پر مشتمل ایک مختصر سا قافلہ بغداد کی جانب عازمِ سفر (سفر کا ارادہ رکھتا) ہے۔ اس قافلے میں ایک نوعمر بچہ بھی اپنی والدہ کی اجازت سے طلبِ علم کے لیے جا رہا

ہے۔ جب یہ قافلہ مقامِ ہمدان سے آگے نکلتا ہے تو ڈاکوؤں کا ایک گروہ اس پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتا ہے۔ ایک ڈاکو اس بچے کے قریب آ کر پوچھتا ہے ’’اے لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے۔‘‘ عام روایت کے خلاف وہ نوعمر بچہ اپنی صدری (سینہ بند) میں سلے ہوئے چالیس (۴۰) دیناروں کا انکشاف کرتا ہے۔ ڈاکو اسے مذاق سمجھتے ہوئے بغیر کسی تعرض (مزاحمت) کے آگے بڑھ جاتا ہے لیکن جب ہر پوچھنے والے ڈاکو کو بچے کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے تو تحقیق وصداقت کے لیے اسے ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار اس نوعمر بچے کی حق گوئی سے متاثر ہو کر استفسار (پوچھتا) کرتا ہے کہ اے لڑکے! تو جھوٹ بول کر اپنے دینار بچا سکتا تھا لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لڑکے نے بتایا کہ میری ماں نے مجھ سے ہر حالت میں سچ بولنے کا وعدہ لیا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وعدے پر قائم رہنے کے لیے سچ بولا ہے۔ اس حق گوئی کا ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا۔ ڈاکو یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ایک بچہ تو اپنی ماں کی نافرمانی نہیں کرتا لیکن ہم کس قدر بدبخت ہیں کہ مدت سے اپنے خالق و مالک کی حکم عدولی میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہ توبہ کر کے راہِ راست اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ بچہ جس کے اعلیٰ کردار کی ایک معمولی سی جھلک نے ڈاکوؤں اور لٹیروں کی زندگی میں انقلاب برپا کر کے صرف انہیں عذابِ الٰہی سے بچایا بلکہ سینکڑوں خاندانوں کو امن وسکون کی دولت سے مالا مال کیا، یہ وہی بچہ تھا جس کو آج دنیا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کے نام سے پہچانتی ہے۔ جن کی شخصیت کا ایک مختصر خاکہ یہ ہے کہ حصولِ علم کی خاطر آبلہ پائی (پیروں میں چھالے پڑ جانا)، سلامتی ایمان کے لیے نفس کشی اور دنیا کی تمام لذتوں سے بے رغبتی اور اللہ عزوجل کی کبریائی کا اقرار کرنے کے لیے ہر مادّی طاقت کی نفی، غریبوں اور بے کسوں کی محفل میں باپ اور بھائی سے زیادہ شفیق، مہربان، بھوکوں کو اپنے منہ کا لقمہ (نوالہ) عطا کرنے والے، ننگوں کو اپنا پیرہن مبارک بخش دینے والے، اُمرا کے دروازوں کی طرف سے پیٹھ کر لینے والے، بزمِ احباب میں صبا سخن، شیریں کلام، دربارِ خلافت میں شمشیرِ بے نیام (ننگی تلوار)۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چونکہ قدرت نے دینِ اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کا منصبِ جلیلہ عطا کرنا تھا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا



اصل مقصد تھا، اسی لیے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کھیت میں ہل چلا رہے تھے کہ ہاتفِ غیب (غیب سے آواز دینے والا فرشتہ) سے ندا آئی ’’اے عبدالقادر! تمہیں قدرت نے بیل ہانکنے اور ہل چلانے کے لیے پیدا نہیں کیا ہے۔‘‘ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ یہ آواز سنتے ہی ہل چھوڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور اس مقصد اور اسی سوچ میں آپ رضی اللہ عنہ نے گھر کی راہ لی۔ گھر میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ داخل ہوئے۔ ماں نے بیٹے کو گھبرایا ہوا دیکھ کر وجہ پوچھی تو بیٹے نے تمام واقعہ کہہ سُنایا۔ ماں واقعہ سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہی اور پھر دھیمی آواز سے کہا: بیٹا! ہاتف نے سچ کہا ہے۔ تم کو خدا نے بیل ہانکنے اور ہل چلانے کے لیے نہیں پیدا کیا۔ خدا نے تم سے کوئی بہت بڑا کام لینا ہے، جسے انجام دینے کے لیے تمہیں ہر وقت تیار رہنے کی ضرورت ہے۔

## تعلیمی سفر

آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعلیٰ مقصد کی تیاری (طالب علمی) کی خاطر بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ کو شروع ہی سے آپ رضی اللہ عنہ کو دینی تعلیم دلانے کا خیال تھا، اس لیے آپ کو اجازت دے دی گئی اور یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ جیتے جی اب دوبارہ اپنے لختِ جگر سے ملاقات ناممکن ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)۔ ضعیف العمر (بوڑھی) ماں نے اپنے بیٹے کو اقلیم (ولایت) علم وعرفان کا سلطان بننے کی خاطر صدمۂ فرقت برداشت کیا اور آپ رضی اللہ عنہ تحصیلِ علم کے لیے بغداد کی جانب روانہ ہوئے۔ چار سو (۴۰۰) میل سے زائد کا خطرناک سفر طے کر کے آپ بغداد میں رونق افروز ہوئے اور ائمہ اعلام وعلمائے عظام سے استفادہ فرمانے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے قرآنِ کریم روایت ودرایت اور قرأت سے پڑھا، پھر فقہ، اُصولِ فقہ، علم وادب اور علمِ حدیث کے لیے وقت کے ممتاز علما کے سامنے زانوئے تلمذ (شاگردی) طے کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل، ابوغالب، محمد بن حسن باقلانی، ابوالقاسم علی بن کرخی، ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی جیسے نامور علما اور محدثین شامل تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

## علمی مجاہدہ

تحصیلِ (حصولِ) علوم میں آپ رضی اللہ عنہ کو سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ بغداد پہنچتے ہی فقر وفاقہ پیش آیا۔ والدہ کے دیئے ہوئے چالیس (۴۰) دینار بغداد جیسے عظیم شہر میں کب تک

کفایت کر سکتے تھے۔ انتہائی کفایت شعاری کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی جیب جلد ہی خالی ہوگئی۔ دو (۲) سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا، حتیٰ کہ بغداد کے گردنواح میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترسنے لگے۔ انہی فاقہ مستیوں اور عسرت میں آپ رضی اللہ عنہ آٹھ (۸) برس تک مدرسۂ نظامیہ میں علم حاصل کرتے رہے اور بالآخر ایک دن ایسا آیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی گئی۔

## روحانی جذبہ

ظاہری علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہ سب تگ ودو (جدوجہد) جو میں نے کی ہے، آخر کس مقصد کے لیے ہے؟ اس میں شک نہیں کہ علم نے میری رہبری کی، مجھے راستہ دکھایا، لیکن منزل کہاں ہے؟ کاش مجھے وہ تعلق باللہ نصیب ہوتا جو میرے نانا عبداللہ صومعی کو نصیب تھا۔ مجھے وہ ذوق وشوق عطا ہوتا جو میرے والدِ محترم کو خدا نے عطا کیا تھا، مجھے وہ قربتِ الٰہی نصیب ہوتی جو میری پھوپھی کو حاصل تھی۔

آخر آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدات وریاضات میں مشغول ہونے کی ٹھانی چنانچہ ۱۱۰۲ء سے ۱۱۲۷ء تک پچیس سال کی طویل مدت ایسے ایسے مجاہدے اور ریاضتیں کیں کہ ان کا تصور کرکے ہی انسان کانپ اُٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ رضی اللہ عنہ نے اس دور میں برداشت نہ کی ہو۔ پچیس (۲۵) سال کے سخت اور ہولناک (خطرناک) مجاہدات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے شیخ الشیوخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

## مسندِ ارشاد

علومِ ظاہری اور باطنی نیز مجاہدات وریاضات سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مسندِ ارشاد واصلاح پر متمکن (قائم) ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بڑے بڑے فصحا (خوش بیان) وبلغا (تعلیم یافتہ) علما کی زبانیں گنگ ہوتی تھیں۔ عوام الناس کے علاوہ اس دور کے مشائخ بھی وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات وعظ میں شانِ جلالت بھی پیدا ہوجاتی تھی، جس پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ”لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے۔“



## طالبِ علمی کے دور کا ایک اور واقعہ

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”طالبِ علمی کا دور بڑا ہوش ربا اور سنگین تھا، بڑی عسرت (مفلسی) اور تنگ دستی کی حالت میں دن گزرتے تھے، بعض اوقات لگاتار فاقے آتے، کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ملتا مگر اس حالت میں بھی استقلال (مضبوطی) کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ میں ہر تکلیف اور پریشانی کو بڑے صبر کے ساتھ سہارتا اور یہ تصور کرکے کہ ان حالات کے پیچھے قدرت کا ہاتھ ہے، زبان سے کچھ نہ کہتا۔“

ایک دفعہ لگاتار فاقے آئے، پھر قدرت نے خود قوتِ لایموت کا انتظام فرمایا مگر ساتھ ہی میرے لیے ایک روحانی درس کا بھی انتظام کردیا۔ ہوا یوں کہ حلوہ پوری کہیں سے اچانک میسر آگئی چونکہ سخت بھوک لگی ہوئی تھی اس لیے لے کر مسجد میں آگیا اور محراب میں بیٹھ کر اسے سامنے رکھ لیا۔ ابھی کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک غیبی تحریر نمودار ہوئی عبارت یہ تھی:

”پہلی کتابوں میں بتایا گیا ہے خدا کے شیر لذتوں کے تابع نہیں ہوتے، وہ شکم پرستی اور خواہشوں کی پیروی نہیں کرتے، انہیں عارضی لذتوں اور زبان کے چٹخاروں کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہوتا۔“

جب میں نے یہ غیبی تنبیہ آنکھوں سے دیکھی تو فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کھانا وہیں چھوڑا اور دو۲ رکعت نفل پڑھ کر واپس آگیا۔

بعض اوقات اچانک غیبی امداد سے بڑی تسلی اور تسکین نصیب ہوتی تھی اور فقر وفاقہ کے باوجود کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

تنگ دستی کے اسی زمانے میں غیبی اشارہ ہوا کہ دکان سے روٹی لے لیا کرو، اُجرت کی ادائیگی کا انتظام ہم کردیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کافی عرصے بعد حکم ہوا فلاں جگہ سونے کی ڈلی ہے وہ اُٹھا کر اُجرت کے طور پر دکاندار کو دے دو۔ میں نے ڈلی وہاں پائی اور دکاندار کو دے دی۔

قدرتِ کاملہ اپنے محبوب بندے کے لیے سونے چاندی کے ڈھیر لگا سکتی تھی مگر یہ تربیت اور تزکیہ کا دور تھا۔ اسی لیے ایسی سہولتیں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے بالکل مہیا نہ کی گئیں بلکہ اگر

کم عمری اور نادانستگی کی وجہ سے آپ کی طبیعت ادھر مائل ہوتی تو فوراً شان کے خلاف اقدام سے روک دیا جاتا اور آپؓ پھر منزلِ مقصود کی طرف لوٹ آتے۔

چنانچہ ایک دفعہ طلبا نے آپس میں طے کیا کہ ''بعقوبا'' جا کر وہاں کے متمول (مالدار) زمینداروں سے گندم لائیں۔ آپؓ بھی آمادہ ہو گئے مگر راستے میں ایک شخص ملا، اس نے پاس بلا کر کہا: ''صاحبزادے! جو طالبِ حق اور نیک بخت ہوں وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ تمہاری یہ شان نہیں کہ کسی سے مانگو۔'' یہ سن کر آپؓ فوراً واپس تشریف لے آئے اور پھر کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔

## ریاضت و مجاہدہ

فراغت کے بعد آپؓ محبتِ الٰہی کی لگن میں بیابانوں کی طرف نکلے۔ پہلے دور میں عشق کی چنگاری سلگ رہی تھی وہ شعلہ جوالہ بن گئی اور آپؓ نے اس کے لیے ہر چیز کو خیر باد کہہ دیا۔ آپؓ کو مستقبل قریب میں جو کام انجام دینا تھا اس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ آپؓ کشف و وجدان کی نزاکتوں سے آگاہ اور باطنی قوتوں سے آراستہ ہو کر میدان میں آئیں تاکہ جن طاغوتی طاقتوں سے نپٹنا ہے، ان کے مقابلے کے وقت دشواری پیش نہ آئے اور آپؓ سب کو چت کر سکیں۔ غیر مرئی، شیطانی اور ابلیسی قوتوں نے بھی جب آپؓ کا ذوق وشوق اور روحانی ترقی کی رفتار کا یہ عالم دیکھا تو وہ بھنا اُٹھیں۔ انہیں مستقبل قریب میں اپنی موت کا منظر صاف نظر آنے لگا۔ انہیں یہ سوچنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ جو شخص آج بیابانوں میں اس لگن کے ساتھ مصروفِ عمل ہے وہ ان کے لیے پیغامِ موت ہے۔ بدی کی جن قوتوں کو اُنہوں نے رواج دیا ہے اور عوام میں جن قباحتوں (برائیوں) کو جنم دیا ہے یہ ان کا مٹانے والا ہے اور اگر یہ اسی طرح سرگرمِ عمل رہا تو بہت جلد دین کو بالادستی اور فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ اس لیے ابھی سے اس کا ناطقہ بند کر دینا چاہیے تاکہ کل یہ ہمارا ناطقہ بند کرسکنے کے قابل نہ ہو سکے اور دین کے جسدِ ناتواں میں حیاتِ تازہ پھونکنے کی صلاحیت واہلیت حاصل نہ کر سکے۔

چنانچہ ان غیر مرئی طاقتوں نے آپؓ کی طرف سے زبردست خطرے کے پیشِ نظر محسوس کیا اور مرئی صورت میں آپؓ کے سامنے آکر مقابلہ کرنے کی ضرورت محسوس کی اور



آپ کو تنگ کرنے کا منصوبہ بنایا، تاکہ پریشان ہو کر آپؓ یہ میدان چھوڑ دیں اور ہمت ہار کر پیچھے ہٹ جائیں اور دین کی وہ قدریں اسی طرح پامال ہوتی رہیں جو انسانیت کا زیور اور روحانیت کی معراج ہیں۔

(۱) حضرت محبوبِ سبحانیؓ نے ایک مرتبہ دور اُفق پر نور کا ایک تخت بچھا ہوا دیکھا جس سے روپہلی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ وہ تخت نزدیک آتا گیا اور پھر اس سے آواز آئی: ''عبدالقادر! میں تیرا خدا ہوں، تو نے بندگی کا حق ادا کر دیا۔ میں تم سے بہت خوش ہوں اور حرام چیزیں تمہارے لیے حلال کرتا ہوں۔ مزید تمہیں کسی عبادت کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تم نے مجھے راضی کر لیا۔''

آپؓ نے فوراً لاحول پڑھی۔ دفعتہً ایک چیخ بلند ہوئی اور چاروں طرف تاریکی چھا گئی۔ ابلیس ہاتھ ملتا ہوا آیا کہ عبدالقادر! تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے ہو، ورنہ میں نے بڑوں بڑوں پر یہ حربہ آزمایا ہے اور انہیں سرِ میدان پچھاڑا ہے۔

آپؓ نے برجستہ (فوراً) فرمایا: ''ظالم! تُو دوسرا وار کر رہا ہے۔۔ میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے ربّ کے فضل سے محفوظ رہا ہوں، دور ہو جا۔''

(۲) مستقبل قریب میں رونما ہونے والے عظیم انقلاب کو ناکام بنانے کے لیے جہاں طاغوتی اور ابلیسی طاقتیں غوثِ اعظمؓ کے راستے میں کانٹے بکھیر رہی تھیں، وہاں کچھ محبوب اور مربی احباب (پالنے والے رشتے دار) اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لیے آپؓ کو سخت تربیتی مراحل سے گزار رہے تھے۔ یہ نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے آپؓ کو کوہِ حلم و وقار اور مستقل مزاج بنانے کے لیے ضروری تھا تاکہ ہر تجربہ کی بھٹی سے آپؓ کندن بن کر نکلیں اور جامع اوصاف شخصیت کے روپ میں سامنے آئیں۔

چنانچہ حضرتِ حمادؓ کی حوصلہ شکن، سرد مہری، ڈانٹ ڈپٹ اس سلسلے کی نمایاں کڑی ہے۔ وہ سب کے سامنے جھڑکتے کہ اب تک کہاں تھے، تمہارے لیے ہم نے کھانا نہیں رکھا، فقیہہ اعظم فقیہوں کے پاس جاؤ ہم سے کیا لینا ہے وغیرہ وغیرہ۔ طالبِ علموں نے جب استاذ کا یہ سلوک دیکھا تو اُنہوں نے بھی پر پُرزے نکالے اور آپؓ کا مذاق اُڑانا شروع

کر دیا۔ حضرت حماد رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: ''نالائقو! تم کیا جانو عبد القادر کیا چیز ہے؟ میں تو اس باطنی تربیت کے لیے یہ سلوک کرتا ہوں کیونکہ یہ اس کی ریاضت کا زمانہ ہے، وگرنہ مستقبل میں یہ آفتاب بن کر چمکے گا اور تمام چراغ اس کی تابانی کے سامنے ماند پڑ جائیں گے، تم اس کی عظمت کو کیا جانو۔''

ان تمام حالات وواقعات، ربانی تائیدات اور دستگیریوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدرت نے آپ رضی اللہ عنہ کو احیائے دین اور اصلاحِ احوال کے لیے بطورِ خاص تیار کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ عملی میدان میں تشریف لائے تو باطل کے اندھیرے، شیطان کے داؤ اور گناہ کے جال سب تار تار ہو گئے۔

## تجدید واحیائے دین

جب آپ رضی اللہ عنہ نے علم وعرفان اور تقویٰ ومعرفت کی تمام منازل طے کر لیں اور اعلیٰ پیمانے پر ارشاد واصلاح کا منصب سنبھالنے کے قابل ہو گئے اور اس کمال کو چھو لیا جس کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کو تیار کیا جا رہا تھا تو ربانی اشارہ ہوا 'بغداد جاؤ اور مخلوقِ خدا کو صراطِ مستقیم دکھاؤ، جو بھٹک کر ناپسندیدہ راہوں پر ٹھوکریں کھا رہی ہے اور خدا اور رسول سے اپنا رشتہ توڑ چکی ہے۔' یہ حکم پا کر آپ رضی اللہ عنہ بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ایک ہادی اور رہنما کی حیثیت سے آپ رضی اللہ عنہ نے عوام کے افعال ومشاغل کا جائزہ لیا اور ہر طرف فسق وفجور (بدکاری، گناہ گاری)، خود غرضی اور ہوس کے سیاہ سائے حرکت کرتے دیکھے تو اُکتا گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نفیس وجمیل دل ماحول کی گندگی سے گھبرا گیا، اُسی وقت قرآن پاک بغل میں دبایا اور انہی بیابانوں کو دوبارہ رونق بخشنے کا ارادہ فرمایا جہاں سے تشریف لائے تھے۔ مگر اسی لمحے حکم ہوا عبد القادر! یہیں رہ کر مخلوقِ خدا کو ہدایت کا سبق پڑھاؤ اور برکات سے سنبھالا دو۔ عرض کی مجھے اس ماحول سے گھن آتی ہے، اپنے دین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ تسلی دی گئی کہ دین کے محافظ ہم ہیں، اس لیے بے خطر اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ تسلی پا کر آپ رضی اللہ عنہ نے بغداد میں قیام فرمایا۔

دین کی تجدید اور احیا کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے والے عموماً عیش وعشرت کے دلدادہ، دولت مند اُمرا، حکمران یا غلط فکر ونظر والے لوگ ہوتے ہیں جو ذہنی کج روی اور



غلط اندیشی کی وجہ سے ناصواب کو صواب سمجھ کر دین کا کام کرنے والے کے لیے مشکلیں ڈھونڈتے اور پریشانی کے اسباب تلاش کرتے ہیں اور اسے دل جمعی سے اپنے فرائض سرانجام نہیں دینے دیتے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا لیکن ''الاستقامة خير من الف الكرامته'' مشہور مقولہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ پر سو فیصد صادق آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرعونانِ دَور کی پرواہ کیے بغیر وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ اپنی زندگی میں ہی ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کا نام روشن فرمایا۔ اسی لیے آپ کا لقب ''محی الدین'' بھی ہے اور آج جو ہمارے ہاں اسلام کی رونقیں ہیں یہ صدقہ ہے پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کا۔

## اولیا ومشائخ کی عقیدت

''اقطابِ جهاں در پیش درت افتاده چو پیش شاه گدا''

**ترجمہ:** جملہ جہان کے اقطاب تیرے دربار میں گداؤں کی طرح پڑے ہیں۔

محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بے حد حساب اور بے شمار ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ''انبع عليكم نعمه ظاهرة وباطنة'' کے مصداق اور بذاتِ خود ایک جہاں ہیں۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء — چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

**ترجم** غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اولیا کے درمیان ایسے ہیں جیسے حضور ﷺ جملہ انبیا علیہ السلام کے درمیان۔

غوث الثقلین مغیث الکونین حضرت شاہ جیلانی کی جلالتِ شان کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تمام سلاسل کے مشائخ کرام اور اُولیا اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کی ہے۔

(۱) خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے:

یا غوثِ معظم نورِ ھدی مختارِ نبی مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیران زجلالت ارض وسما
در بزمِ نبی عالی شانی ستارِ عیوب مریدانی

در ملکِ ولاتِ سلطانی اے منبع فضل و جود و سخا
چوں پائے نبی شدئے پامرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش درت افتادہ چو پیشِ شاہ گدا

(۲) شہنشاہِ نقشبند حضرت خواجہ سیّد بہاء الدین نقشبند بخاری ؓ آپ ؓ کی مدح میں یوں رطبِ للسان ہیں ؎

بادشاہِ ہر دو عالم شیخ عبدالقادر است
سرور اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماھتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

(۳) شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی ؓ آپ کی بارگاہ میں اس طرح گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہِ طریق اور تمام عالمِ وجود میں صاحبِ تصرف تھے۔ کرامات اور خوارقِ عادات (کرامات) میں اللہ تعالیٰ نے آپ ؓ کو یدطولیٰ (مہارت، کمال) عطا فرمایا تھا۔''

(۴) قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمعات میں آپ ؓ کی توصیف اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''غوثِ اعظم اُویسی ؓ اُولیاءِ عظام میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و اکمل طور پر نسبتِ اُویسیہ کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔'' نیز تفہیماتِ الٰہیہ جلد دوئم میں لکھتے ہیں کہ حضرت موصوف قدس سرہٗ کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔

محققِ اعظم عارف باللہ محدثِ اجل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ



حضرت غوثِ پاک ؓ کی شان و عظمت اس طرح بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے غوثِ اعظم کو قطبیتِ کبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک میں آپ ؓ کے کمال وجلال کا شہرہ تھا۔

## مجدد الف ثانی اور غوثِ جیلانی رضی اللہ عنہما

امامِ ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز حضرت غوثِ اعظم ؓ کی علوِ شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ؓ کی تصنیف مبدا و معاد کے صفحہ نمبر ۱۱ پر تحریر ہے کہ اس مقام تک پہنچ جانے کے بعد جو اقطاب کا مقام کہلاتا ہے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے قطبیتِ ارشاد کی خلعت عطا فرمائی اور اس منصب پر سرفراز فرمایا، اس کے بعد عنایتِ خداوندی نے اس مقام سے مزید بلندی کی طرف متوجہ فرمایا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اصل ظلِ آمیز تک رسائی حاصل ہوئی اور اس مقام میں بھی گزشتہ مقامات کی طرح فنا اور بقا نصیب ہوئی اور پھر وہاں سے اصل کے مقام تک ترقی عطا فرمائی گئی اور مقامِ اصل الاصل تک پہنچایا گیا۔ اس آخری عروج میں جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ کی روحانیت کی امداد حاصل رہی اور ان کی قوتِ نصرت نے ان تمام مقامات سے گزر کر اصل الاصل کے مقام تک واصل کر دیا۔

خانوادۂ حضرت سید ابوالفرع سید محمد فاضل الدین قادری ؓ کے چشم و چراغ صاحب الفضیلہ علامہ محترم حضرت سید بدر محی الدین قادری مدظلہٗ زیب سجادہ دربارِ فاضلیہ قادریہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم فرد افخم ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی ؓ مدار الفیوض، علم و حکمت کے دروازے والے، ضیاء الامر، آرزومندوں کے اشتیاق اور اُمیدواروں پر عنایت و کرم فرمانے والے، دین کو کسوتِ (لباس) احیا پہنانے والے اور جس کسی نے ان سے روشنی طلب کی ان کے لیے نورِ عالم تاب ثابت ہونے والے، تبلیغِ اسلام کے اُفق پر ستارے روشن کرنے والے وہ ستارے جو لوگوں کے لیے ہدایت کا باعث ہوئے اور سلسلۂ طریقت کے اُفق کے لیے آفتاب و ماہتاب بنتے ہیں۔

ولیوں اور قطبوں کا یہ سورج ہر وقت چمکتا رہتا ہے اور اس سورج کو کبھی گہن نہیں لگتا،

جیسا کہ آں جناب نے فرمایا

افلت شموس الاولین و شمسنا ابداً علیٰ افق العلیٰ لا تغرب

**ترجمہ:** پہلے کے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے اُفق پر جلوہ تاب رہے گا۔

ماحصل یہ ہے کہ جب تک زمانہ موجود ہے، آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قطب الاقطاب ہیں۔

## انتباہ:

ایک گروہ اب یہ کہہ رہا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانے میں غوث تھے اور بس، ان کی تردید میں متعدد تصانیف شائع ہوچکی ہیں۔ ان میں ایک تصنیف فقیر اُویسی غفرلہٗ کی بھی ہے: "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر"۔

## امام حسن عسکری کی بشارت

خانوادۂ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں خاندان کا مقدس خرقہ اپنے وارث کے حوالے کیا اور ارشاد فرمایا کہ پانچویں صدی کے آخر میں عراق کی سرزمین سے ایک عارف باللہ کا ظہور ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا یہ امانت بحفاظت تمام اس کو پہنچا دی جائے چنانچہ وہ مقدس امانت نسل درنسل منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ ماہِ شوال ۴۹۹ھ میں ایک امین وقت کے ذریعے غوثیت تک پہنچ گئی۔ (مخزنِ قادریہ)

## کرامات:

اولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں بھی اتنی عظیم و کثیر کرامات نہیں آئیں جو سیدنا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ملی ہیں۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا تھا۔"

حضرت نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ نے "تذکرہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ" میں آپ کی کرامات کے جو عنوانات قائم کیے ہیں یہاں صرف انہی کو درج کیا جاتا ہے تاکہ کچھ اندازہ ہوسکے۔



(۱) مُردوں کو زندہ کرنا (۲) بیماریوں کا دور کرنا (۳) بے موسم سیب کا غیب سے آنا

(۴) عصا کا نور ہوجانا (۵) بارش کا تھم جانا اور آبِ دجلہ کا ہٹ جانا

(۶) اناج میں برکت (۷) دعا کا قبول ہونا (۸) مغیبات پر مطلع ہونا

(۹) قضاے حاجات (۱۰) دور دراز فاصلے سے مدد کرنا۔

## وصال شریف

شیخ ابوالقاسم کی روایت کے مطابق حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں صاحبِ فراش ہوئے، ایک باوقار شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر کہا: اے اللہ کے ولی! السلام علیک میں ماہِ رمضان ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں جو مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آئندہ رمضان نہ پایا اور ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

## ملفوظاتِ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

☆ ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح کرنے والے ہیں کہ ہم کو خراج دیتے ہیں اور اپنے اعمالِ صالحہ ہمارے اعمال نامے میں منتقل کرادیتے ہیں۔

☆ وہ کیا ہی بدنصیب انسان ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کرنے کی عادت نہیں۔

☆ تیرے سب سے برے دشمن تیرے ہم نشین ہیں۔

☆ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

☆ جو خدا سے واقف ہوجاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہوجاتا ہے۔

☆ وعظ اللہ کے لیے کر، ورنہ تیرا گونگا پن بہتر ہے۔

☆ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

☆ جب تک کہ سطحِ زمین پر ایک شخص بھی ایسا رہے کہ جس کا تیرے دل میں خوف ہو یا اس سے کسی قسم کی توقع ہو اُس وقت تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوا۔

☆ جب تک تیرا اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے، اس وقت تک اپنے آپ کو اہلِ علم میں شمار نہ کر۔

☆ تنہائی محفوظ ہے اور ہر گناہ کی تکمیل دو سے ہوتی ہے۔

☆ کوشش کر کہ گفتگو کی ابتدا تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب ہوا کرے۔

☆ دنیادار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

☆ مومن کے لیے دنیا ریاضت کا گھر ہے اور آخرت راحت کا۔

☆ مستحق سائل خدا کا ہدیہ ہے، جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

☆ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں۔

☆ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا، وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔

☆ تجھ جیسے ہزاروں کو دنیا نے موٹا تازہ کیا اور پھر نگل گئی۔

☆ تیری جوانی تجھ کو دھوکا نہ دے، یہ عن قریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

☆ افلاس پر رضامندی بے حد ثواب ہے۔

☆ رحمت کو لے کر کیا کرے گا، رحیم کو حاصل کر۔

☆ جس کا انجام موت ہے، اس کے لیے کونسی خوشی ہے۔

☆ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

☆ مومن کو سونا اُس وقت تک زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھ لے۔

☆ اللہ کی اطاعت قلب سے ہوتی ہے قالب سے نہیں۔

☆ جو کوئی گناہ کرنے کے وقت اپنے دروازے بند کر لیتا ہے اور مخلوق سے چھپ جاتا ہے اور خلوت میں خالق کی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے اے ابنِ آدم! تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ کو ہی کمتر سمجھا کہ سب سے تو پردہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور مجھ سے مخلوق کے برابر بھی شرم نہیں کرتا۔

☆ اے عمل کرنے والے اخلاص پیدا کرو، ورنہ فضول مشقت ہے۔

☆ طاعتِ خداوندی کو لازم کر، نہ کسی سے خوف کر نہ طمع رکھ، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کر، اُسی سے مانگ اور اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھ۔

☆ لوگوں کے سامنے معزز نہ بنا کر، ورنہ افلاس کے ظاہر کرنے کے سبب سے لوگوں کی



نظروں میں گر جائے گا۔

☆ امیروں کے ساتھ تو عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ۔

☆ مخلوق کی محبت ان کی خیر خواہی ہے۔

☆ موت سے پہلے یادِ خدا میں عزت ہے، لوگوں کے کاٹنے کے وقت ہل چلانا اور بیج بونا بے سود ہے۔

☆ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسامت کر، بلکہ رونے والوں کے ساتھ رویا کر۔

☆ کسی کی دشمنی یا کینہ کے خیال میں ایک رات بھی نہ گزار۔

دنیا میں کونسا انسان ہے جسے دنیا میں رہ کر پریشانی پیش نہ آتی ہو۔ ہر فرد کسی نہ کسی مشکل میں گرفتار ہے۔ اللہ والے تو تسلیم و رضا کے پیکر ہوتے ہیں، اسی لیے وہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ عوام اسباب کو تلاش کرتے ہیں، عوام کی مشکلات کا حل ''گیارہ قدم'' کا عمل ہے۔ یہ منجملہ ان اسباب سے ہے جن سے انسان کے مشکل سے مشکل اُمور آسان ہوجاتے ہیں۔ اس رسالے میں فقیر اُویسی غفرلہٗ نے نہ صرف گیارہ قدم کا عمل اور اس کا طریقہ عرض کیا ہے بلکہ گیارہ قدم اور اس کے طریقے کے منکرین کے اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کیے ہیں۔ اہلِ اسلام کے لیے یہ بہترین تحفہ ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

## منکرین کے حربے

وظیفہ ''یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شیأً اللہ'' صوفیہ کرام میں عرصۂ دراز سے مروج ہے اور الحمد للہ اس وظیفے کی برکت سے بہت بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اسے مخالفین شرک و کفر سمجھتے ہیں اور ہر ممکن میں اسے غلط قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک بہتان تراشنے اور عبارات میں تحریف (تبدیلی، ہیر پھیر) سے نہیں چوکتے۔ مثلاً

(۱) ابوالحسن ندوی نے عوام کو بدظن کرنے کے لیے لکھ مارا کہ یہ وظیفہ کرنے والے قبلہ رُخ تبدیل کر کے بغداد کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ صریح بہتان ہے، کیونکہ صلوٰۃ الاسرار پڑھنے والے جانتے ہیں کہ دوگانہ پڑھتے وقت ہم قبلہ رُخ نماز پڑھتے ہیں، لیکن

وظیفہ پڑھتے وقت بغداد کی طرف منہ کرتے ہیں۔ لیکن بہتان تراش کو کیا کہا جائے، ہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام سُنا دیتے ہیں: "انما یفتری الکذب الذین لا یومنون۔"

(۲) تقویۃ الایمان کا ایک پُرانا نسخہ میرے پاس موجود ہے جو کہ فخر المطابع لکھنو کا چھپا ہوا ہے، اس کے صفحہ ۴۸ پر عبارت یوں ہے: یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأً للہ یعنی اے شیخ عبد القادر! دو تم اللہ کے واسطے" یہ لفظ نہ کہنا چاہیے۔ ہاں اگر یوں کہے کہ یا اللہ! کچھ دے شیخ عبد القادر کے واسطے، تو پھر بجا ہے۔

اب دیکھیں ہاتھ کی صفائی والوں کا کمال۔ اُنہوں نے اسی کتاب تقویۃ الایمان کو ولی محمد اینڈ سنز تاجرانِ کتب ملز اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی نے شائع کیا، اس کے صفحہ ۵۷ پر مذکورہ بالا عبارت کو ان لفظوں میں توڑا مروڑا ہے اور تحریف کی "لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأً للہ یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مدد پوری کرو۔ شرک ہے اور کھلا ہوا شرک ہے۔

(۳) ایک دیگر بہادر نے امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب کے حوالے کو ترجمہ میں تبدیل کی کوشش کی یعنی حضرت علامہ جلال الدین سیوطی صاحب کی کتاب "الرحمہ فی الطب و الحکمۃ" طبع ثانی مطبوعہ مصر کے صفحہ نمبر ۲۷۹ کی سطر نمبر ایک سے شروع کردہ ایک طریقہ برائے حاجت برآری میں یوں درج ہے کہ حاجت مند رو بہ قبلہ ہو کر سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور الم نشرح پڑھنے کے بعد اس کا ثواب جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو ہدیۃً پیش کرے اور گیارہ قدم مشرق کی طرف چلے (کیونکہ بغداد شریف مصر سے بجانب مشرق ہے) پھر فرمایا کہ "ینادی یا سیدی عبد القادر عشر مرات ثم تطلب حاجتک۔" پھر ندا کرے "یا سیدی عبد القادر" (۱۱ مرتبہ) پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

اس بہادر مترجم نے مندرجہ بالا کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مذکور کا یوں ترجمہ کیا "جو شخص اپنی مراد پوری کرنی چاہے رو بہ قبلہ ہو کر آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھ کر اس کا ثواب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو بخشے اور مشرق کی طرف ۱۱ قدم چل کر



سیدی عبد القادر رضی اللہ عنہ پکارے پھر دعا مانگے۔ (نام کتاب: مکمل مجرباتِ سیوطی، مطبع ملک غلام محمد اینڈ سنز، کشمیری بازار لاہور۔ مترجم کا نام نہیں لکھا)

**نوٹ:** یہ چند نمونے ان کے حیلوں کے عرض کر دیئے ہیں۔ دراصل وہابیت سوائے اپنے باقی تمام اہلِ اسلام کو مشرک کہتی ہے اور ان کے نزدیک اسلام صرف وہی ہے جو اُن کے ہاں مروج ہے۔ اہلِ اسلام کو یقین ہو گیا ہے کہ وہابیت خارجیت کا دوسرا نام ہے، اسی لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ خوارج نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام ماننے والوں کو مشرک کا فتویٰ لگایا تھا، اب اگر صوفیہ کرام اور جملہ اہلسنّت عوام کو مشرک کہتے ہیں تو کونسی بڑی بات ہے۔

اس کے باوجود فقیر اس وظیفے کو شرعی نقطۂ نگاہ سے ثابت کرتا ہے اور مخالفین کے جملہ اعتراضات کے جوابات بھی پیش کرے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء رسول اللہ ﷺ

## گیارہ قدم اور قضائے حاجت

(۱) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب "الرحمۃ فی الطب و الحکمۃ" ص ۲۳۴ میں لکھتے ہیں کہ

"فمن اراد ذٰلك فليستقبل القبلة وليقرأ الفاتحه وآية الكرسى والم نشرح ويهدى ثوابها لسيدى عبد القادر ويخطو ويسير الى جهت المشرق احدىٰ عشر خطوة ينادى يا سيدى عبد القادر بجيلانى عشر مرات ثم اطلب حاجتك۔"

جو بھی کوئی حاجت چاہے تو وہ قبلہ رُخ ہو کر سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھے اور ان کا ثواب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روحِ پاک کو ہدیہ کر کے اور مشرق کو گیارہ قدم چلے اور اس میں پکارے: اے سیدی عبد القادر رضی اللہ عنہ جیلانی دس بار۔ اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے۔

**فوائد:**

(۱) یہ کتاب الطب امام سیوطی رحمہ اللہ کی تصانیف سے یقیناً ہے، بارہا ان کے نام سے منسوب ہو کر شائع ہوئی ہے، ان کی تصانیف میں اس کا ذکر ہے کسی کو اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

**نوٹ:** مصر سے بغداد بجانب مشرق ہے اور ہند پاک بجانب مغربِ شمال یعنی قبلہ سے تھوڑا سا شمال کی جانب۔

(۲) امام سیوطی رحمہ اللہ کو بریلوی اہلسنّت کثرھم اللہ اپنا مقتدا مانتے ہیں اور دیوبندی وہابی نہ مانیں تو ان کی بدقسمتی ہے، ورنہ وہ ان کے بھی امام نہ سہی اُستاد ضرور ہیں۔

(۳) کچھ نہ مانیں، ان کے نہ ماننے سے ان کی شخصیت میں کمی نہیں آتی۔ جب انور کشمیری لکھ چکا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں بیداری میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی ۳۲/مرتبہ زیارت ہوئی۔ (فیض الباری)

بتائیے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو، وہ اللہ کے نزدیک کتنا بلند مرتبہ شخصیت ہوگی اور ان کا عقیدہ اور عمل کبھی غلط نہیں ہوسکتا، بلکہ خود حضور ﷺ نے انہیں شیخ السنتہ (الحدیث) کا لقب عطا فرمایا۔ (انوار الباری شرح بخاری، بجنور کا احمد رضا دیوبندی)

(۵) کتنا ہی کوئی اس حوالہ کی تاویل (بچاؤ کی دلیل) کرے شرک پھر بھی ثابت نہ ہوگا تو لازماً مباح ثابت ہوگا۔ (وھوالمراد)

(٦) امام سیوطی رحمہ اللہ کا مشرق بولنا حق ہے، اس لیے کہ مصر سے عراق مشرق کو ہے اور ہندو پاکستان سے قبلہ رُخ تھوڑا سا شمال کو مڑ کر گیارہ قدم قدم چلیں گے۔

(۲) فوائد الاذکار میں لکھا ہے کہ بعد ادائے دوگانہ (دو رکعت نفل نماز) گیارہ قدم طرف عراق کے جائے اور ہر قدم پر **شیخ الثقلین یا قطبِ ربانی یا غوثِ صمدانی اغثنی** پڑھے، بعد دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے اور تصور حاضری روضۂ آنحضرت ﷺ کرے اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور اسی قدر فاتحہ اور اسی قدر سورۂ اخلاص اور اسی قدر یہ دعا پڑھے: **یا شیخ الثقلین یا قطبِ ربانی یا غوثِ صمدانی حضرت میر سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی اغثنی وامدونی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات۔** پھر اُلٹے قدموں پیچھے ہٹ کر مصلے پر آئے اور بیٹھ کر پڑھے **یا ھا یا ھو یا ھی** پھر ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر بروحِ پاک غوثیہ اور والدہ شریفہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بخشے اور حاجت خدا سے چاہے۔



(۳) اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے لے کر تا حال تجربہ شاہد ہے کہ قضائے حاجت کے لیے صلوٰۃ غوثیہ تیر بہدف (جلدی اثر کرنے والی) ہے۔ تجربہ کیجئے بشرطیکہ عقیدہ مستحکم ہو اور شرک کا ہیضہ بھی نہ ہو۔

**نوٹ:** یہ نماز بعد نمازِ مغرب پڑھی جاتی ہے۔

## طریقہ صلوٰۃ غوثیہ

اوّل دوگانہ بدستور مروّجہ ادا کرے، سجدہ میں جائے اور پڑھے "**اللھم انت الکل والیک الکل وکل الکل**" بعد گیارہ قدم بغداد کی جانب چلے اور ایک ایک قدم ایک ایک اسم منجملہ یا وہ اسمائے آنحضرت ﷺ پڑھے، بعدہٗ قدم راست چپ پر رکھ کر یہ تصور کرے کہ گویا روبروئے (سامنے) غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہے اور عرض کرے **یا شیخ الثقلین اغثنی وامدنی فی قضاء حاجتی ھذہ** بعد سورۂ فاتحہ واخلاص گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پس پا (پیچھے) ہو کر مصلے پر آئے اور ہر قدم پر ایک ایک نام آنحضرت کا زبان پر لائے اور مصلے پر آ کر تصورِ حضوری روضۂ منور غوث رضی اللہ عنہ کا کرے اور فاتحہ پڑھے اور کہے **السلام علیک یا شیخ الثقلین اغثنی و امدنی** بعدہٗ بیٹھ کر پڑھتے رہے، ان شاءاللہ مطلب حاصل ہوگا۔

## تجربہ اُویسی غفرلہ‘

فقیر نے اسے اپنی زندگی میں بہت آزمایا ہے یہاں تک قتل کے ناجائز مقدمات والوں نے اسے مسلسل پڑھا تو الحمدللہ باعزت بری ہوئے۔

(۴) کتاب انہار المفاخر میں ہے کہ **یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ دعواتِ عظیمہ و اسرار فخیمہ** اور قضائے حاجات میں مشائخ قادریہ کے معمولات و مجربات سے ہے اور رسالہ غوثیہ منقول از رسالہ **حقیقہ الحقائق** ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رفع حاجت وقربت اور مشکل کشائی کے لیے میرا اسم خدا تعالیٰ کے اسمِ اعظم کی مانند ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کتاب انتباہ فی سلاسل اُولیاء اللہ میں فرماتے ہیں کہ بعض اصحابِ قادریہ واسطے حصولِ مقصد کے ختم کرتے ہیں اور

گیارہ مرتبہ یا شیخ عبدالقادر شیأً للہ پڑھتے ہیں تو کامیاب ہوجاتے ہیں۔

**نوٹ:** سلسلۂ قادریہ کی قید اتفاقی ہے، ہر سلسلے والا پڑھ سکتا ہے۔

## تجربہ اُویسی غفرلہ'

فقیر نے نمازِ غوثیہ کو بارہا آزمایا ہے، دوسروں کو بتایا ہے تو وہ بھی کامیاب ہوئے۔ بعض تو ان میں ایسے بھی ہیں کہ سنگین مقدمات مثلاً قتل وغیرہ میں نماز کو مسلسل پڑھتے رہے یا ان کے عزیز واقارب نے پڑھا تو باعزت مقدمات سے بری ہوئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

## غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ

خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"من صلیٰ رکعتین بعد المغرب یقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحه سورة الاخلاص احدی عشر ثم یصلی علیٰ رسول الله ثم یخطوالی جهة العراق عشرة یخطوه و یذکر حاجته فانها تقضی یفضل الله و کرمه۔" (بہجۃ الاسرار)

اور ہر رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد سورۂ قل ھو اللہ گیارہ بار پڑھے۔ پھر بعد سلام نماز حضرت رسولِ اکرم ﷺ پر سلام و درود شریف پڑھے، پھر گیارہ قدم بغدادِ معلی کی طرف چلے اور میرا نام لے اور جو اپنی حاجت رکھتا ہو اس کو ذکر کرے، بیشک خدا کے فضل وکرم سے اس کی حاجت اور مراد پوری ہوگی۔ اسی بہجۃ الاسرار وغیرہ میں مرقوم ہے جیسا اس کا ذکر اُوپر گزر چکا ہے، یہ نماز ہرگز ہرگز قرآن و حدیث کے خلاف نہیں اور نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے ثبوتِ دعوے میں پیش کرسکا۔ ہر جگہ زبانی دعویٰ سے کام لیا۔ ترمذی وابنِ ماجہ و حاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس ﷺ فرماتے ہیں: ''حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف یعنی اس میں کچھ مواخذہ (جواب طلب کرنا) نہیں اور اس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں موجود ہے، فرماتا ہے:

"یاَیها الذین اٰمنو لا یسئلو عن اشیاء ان تبدلکم تسو کم و ان



تسئلو ا عنها حین ینزل القراٰن تبدلکم عفا الله عنها والله غفور حلیم ۝"

**ترجمہ:** اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی، اللہ انہیں معاف کرچکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ (پارہ ۷، آیت ۱۰۱، سورۂ مائدہ)

## گیارہ قدم اور نمازِ غوثیہ

یہ اُولیاے کرام کے طرقِ مستحسنہ سے ایک حسین طریقہ ہے اور محبوبوں کا ہر طریقہ محبوب ہوتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ "اجتهاد رادیں را اختراع اعمال تصریفیه کشاده است مانندا ستخراج اطبا نسخهائے قرابا دین را۔ (اجتہاد اعمالِ تصریفیہ کے اختراع (نئی چیز نکالنا) کا دروازہ کھلا ہے جیسے اطبا قرابادین کے نسخے ایجاد کرتے ہیں)

## اُویسی غفرلہ' کی گزارش

اولیاے کرام روحانی معالج طبیب (ڈاکٹر) ہیں۔ وہ روحانی علاج کے لیے جتنے طریقے (اعمال، اوراد و وظائف ایجاد کریں ان پر اعتراض کیوں) عطا کیے ہیں جیسے کہ جسمانی امراض کے لیے ایکسرے وغیرہ وغیرہ ایجاد کیے گئے تو اعتراض کرنے والا پاگل سمجھا جائے گا۔ ایسے اولیا و مشائخ کے منکر و معترض کو پاگل سمجھیے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیرانِ مشائخ کے آداب طریقت واشغالِ ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں کہ یہ خاص اشغال (مشاغل) حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہوئے اور شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات و ہیات واسطے اذکارِ مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں۔ مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مردِ صافی الذہن اور علوم حقہ کا دریافت کرتا ہے الیٰ قولہ تو اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ مولوی خرم علی اسے نقل کر کے لکھتے ہیں یعنی ایسے اُمور کو خلافِ شرع یا داخل بدعاتِ سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔

**نوٹ:** یہ خرم علی وہابیوں دیوبندیوں کا پیشوا ہے، اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہماری بات نہ مانو

اپنے مقتداؤں، پیشواؤں کی تو مانو۔

## توجہ الی الشیخ کا ثبوت

مطلب برآری کے لیے کسی بندۂ خدا کی طرف رجوع کے بارے میں اسلاف رحمہم اللہ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

## جانجاناں

اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں (جانِ من) ہر صبح بعد نماز متوجه بفقیر نبشیند بے ناغه توجه میدهم از کسے توجه گیرید۔ انہیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ نسبت ماآبجناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه میر سید و فقیر را نیازے خاص باآبجناب ثابت است دروقت عروض عارضه روحانی توجه بآنحضرت واقع میشود سبب حصولِ شفا میگردد۔

## شاہ ولی اللہ

آپ نے ہمعات میں حدیثِ نفس کا یوں علاج بتایا کہ بارواح طیبه مشائخ متوجه حی شود و برائے ایشان فاتحه خواند یا بزیارتِ قبر ایشان رود و از آنجا انجذاب دریوزه کند۔

**فائدہ:** معلوم ہوا کہ بوقتِ توسّل (محبوبانِ خدا کی طرف) توجہ درکار ہے۔ یہاں تک کہ جب خلیفہ منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزارِ مبارک حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف؟ فرمایا کہ تُو کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے، وہ قیامت کو تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ اب انہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

ان احادیث وروایات وکلماتِ طیبات سے روزِ روشن کی طرح آشکار ہوگیا کہ ہنگام توسّل محبوبانِ خدا کی طرف منہ کرنا چاہیے، اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور دل کو ان کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں (حجت ودلیل) خاطر سے دور ہوجائے۔ یہ صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخ کرام کی معمول اور قضاے حاجات کے لیے اعلیٰ وسیلہ



اور عظام کی مقبول اور خود جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے مروی ومنقول ہے، جسے بڑے بڑے علما اپنی اپنی کتابوں میں نقل وروایت بیان کرتے اور اس کے پڑھنے کی اجازت لیتے دیتے چلے آئے ہیں۔ اس کو خلافِ قرآن وحدیث اور خلفاے راشدین واجلہ تابعین اور بدعت اور گناہ کہنا سراسر بے سمجھی اور ہٹ دھرمی ہے۔ کیونکہ حضراتِ مشائخ کرام رحمہ اللہ کے جیسے اوراعمال واوراد مثلاً نفی واثبات، حبسِ دم (سانس روکنے کی عادت)، شغل برزخ و تصورِ شیخ اور آداب واشغال (کام، عادتیں) وغیرہ ہیں، ویسے یہ نماز بھی قضاے حاجت کے لیے ایک عمل اور مشروع وسیلہ ہے، جو بعد از نماز حصولِ مقصد وفیض کے لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف اپنا منہ وتوجہ کرنا جائز ہے تاکہ اس کے سچے اخلاص واعتقاد (عقیدہ، یقین، ایمان) کی وجہ سے اس پر محبوب پیارے کی طرف سے انوار وبرکات کا نزول ہو جیسے نماز مفروضہ امام اپنا منہ مقتدیوں کی طرف اس لیے پھیر لیتا ہے کہ ان دونوں کی نورانیت ایک دوسرے پر وارد ہوکر ہر ایک کی کمی بیشی کو پورا کرے جو ہرگز شرک ومنع نہیں، ورنہ سمتِ کعبہ بھی شرک وحرام ہوجائے گی اور نیز مقبولانِ خدا کی صورتِ مبارک کے خیال اور نامِ پاک کے ذکر اور ان کی طرف التفات (توجہ، دھیان) اور ندا (پکارنا) وتوسّل کرنے سے حلِّ مشکل وفیضان حاصل ہوتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام جنگِ یرموک وغیرہ میں اس طرح کرنے سے فتح یاب وفیض مآب ہوئے اور اس طرح کی استعانت (مدد مانگنا) حقیقت میں استعانت بخدا ہے، استعانت بالغیر نہیں۔ اس لیے کہ وہ ایک محل اعانت باری تعالیٰ ہے، ورنہ نماز وصبر وغیرہ سے بھی استعانت حرام ومنع ٹھہرے گی کیونکہ وہ بھی کوئی معبود وخدا نہیں ہیں۔

## بغداد شریف کی طرف چند قدم چلنے کی وجوہ

(۱) حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم (فضیلت، ترجیح دینا) مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" پھر کامل اکسیر یہ کہ کسی محبوبِ خدا کے قریب جائے اگرچہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے، جیسے فرمانِ باری ہے "ولو انهم اذ ظلمو انفسهم جاؤك فاستغفرو الله واستغفرلهم الرسول لوجدوالله توابا رحيماً۔"

**ترجمہ:** اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ نمبر ۵، سورہ النساء، آیت نمبر ۶۳)

گویا گدائے سرکار قادریہ اس آستان فیض نشان سے دور و مہجور (جدا یا چھوڑا گیا) ہے گو بعد نماز مزارِ اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں، تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر ان چلنے والوں کی شکل بنا تا ہے کہ سید عالم ﷺ نے حدیثِ حسن میں ارشاد فرمایا ہے: "**من تشبہ بقومٍ فھو منھم**" یعنی جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے، وہ انہی سے ہے۔

(۲) توجہ ظاہر و باطن کا عنوان مل جائے۔ اسی لیے یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالتِ قالب حالتِ قلب پر شاہد ہو۔ جیسے حضور ﷺ نے نمازِ استسقا میں قلب رداء فرمایا کہ قلبِ لباس قلبِ احوال وکشف بائیں کی خبر دے اور نیز چادر کو اس لیے اُلٹایا تا کہ حال بدل جائے اور امرِ مخفی خضوع وخشوع کا اظہار ہو، تو یہ چند قدم بہ سُوئے بغداد چلنا اس لیے ہے کہ اس میں امر مخفی خشوع کا اظہار تو قوی ہے پھر یہ ناجائز کیونکر ہوگا۔

(۳) صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ثابت ہے کہ یہ سید عالم ﷺ عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے، جب جنت خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوارِ قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور ﷺ بڑھے تو اس کے خوشہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلوٰۃِ کسوف تھی۔ اس طرح جب اربابِ باطن واصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ توسّل عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انوار وبرکات اور فیوض وخیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش وہجوم پیہم (پے در پے) آتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو یہ بے تابانہ ان خوشہائے انگور جنات نور و باغاتِ سرور کی طرف قدم شوق بڑھاتا اور ان عزیز مہمانوں کے لیے رسم باجمال تلقی واستقبال بجالاتا ہے۔ **سبحان اللہ** کیا جائے پھر اس میں کیوں انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے ربّ کی برکات وخیرات کی طرف رجوع کرتا ہے۔



(۴) جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانۂ انتقال قریب آیا تب بَن میں تشریف رکھتے تھے اور ارض من موسہ پر جبارین (جابر، زبردست) کا قبضہ تھا۔ وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا تو دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک پھر کی مقدار قریب کردے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں دعائے موسیٰ علیہ السلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: **تردیک گرداں مرا ازاں اگر چہ مقدار یک سنگ اندازہ باشد۔ ظاہر ھے کہ برائے قضائے حاجت۔** سر دست عراق شریف کی حاضری مشکل، لہٰذا چند قدم اس ارضِ مقدسہ کی طرف چلنا ایسے ہے کہ بغداد نہ سہی اس کی گردِ راہ سہی۔

(۵) بعدِ صلوٰۃ الاسرار وطلبِ حاجات جانبِ بغداد شریف چلنا گویا اسے اس طرف لبیک لبیک کی آواز سُنائی دیتی ہے، اس لیے کہ اس طرف کان لگا تا ہوا چلتا ہے۔

(۶) ششم یہ کہ نمازِ غوثیہ کی برکت سے جو انوار غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کو دکھائی دیتے ہیں تو یہ ان کو لینے کے لیے دامن پھیلائے ہوئے اس طرف کو جاتا ہے ؎

**نورِ غالب ایمن ازنقص وغسق — درمیانِ اصبعین نورِ حق**
**حق غشاند آن نورر ابرجانها — مقبلان برداشته داتانها**

(۷) بفضلِ خدا دنیا میں غوث بہت ہوئے ہیں، تو یہ بغداد کی طرف چل کر اس بات کو بتا تا ہے کہ میں اس غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوں جو گیارہ نام سے گیارہویں شریف والے مرشدِ کامل رضی اللہ عنہ بغداد شریف میں رہتے ہیں۔ جب دنیا میں بڑے بڑے اقطاب و اغواث بغداد کو تشریف لے جاتے تھے تو بغداد شریف کی طرف چلنے کو کون امر مانع ہے۔

(۸) جب امام شافعی رحمہ اللہ دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک کی طرف چلتے تھے اور کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فعل کا انکار نہیں کیا تو کیا وجہ ہے کہ نمازِ غوثیہ کے بعد بغداد کی طرف چلنا ناجائز ہو؟

(۹) جب نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لیے اعلیٰ وصول اور علمائے عظام کی مقبول اور خود جناب پاک سے مروی ومنقول ہے تو پھر کسی کو اس میں دَم مارنے اور چوں وچرا کرنے اور کفر، شرک کہنے کی مجال نہیں۔

(۱۰) نمازِ غوثیہ بھی قضائے حاجت کے لیے مثلِ اعمالِ مشائخ ایک عمل اور مشروع وسیلہ ہے، اس میں بدعت و حرمت وغیرہ کچھ نہیں۔

(۱۱) صفائی دل کے لیے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی نورانیت حاصل کرنے کو بغداد شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے جو کہ اسی غرض کے لیے ہے۔ نمازِ مفروضہ کے بعد امام کو اپنا منہ مقتدیوں کی طرف پھیرنا سنّت ہے۔

(۱۲) بوقتِ مصیبت مقبولانِ خدا کی طرف منہ و ندا و توجہ کرنا، ان کو وسیلہ پکڑنا ممنوع و ناجائز نہیں کیونکہ صحابہ کرام نے جنگ مرج القبائل و جنگِ یرموک وغیرہ میں توجہ مدینہ منورہ و رسولِ اکرم ﷺ کی ہے۔

(۱۳) توجہ ہذا اصل میں توجہ بخدا ہے کیونکہ وہ ان کو ایک مظہر عونِ الٰہی سمجھتا ہے جس سے توجہ بالغیر منع و حرام نہ ہوئی ورنہ توجہ بقبلہ و رسول اکرم ﷺ بھی حرام و شرک اور کفر ہوگی۔

## 11/ عدد کی خصوصیت

تخصیص (خصوصیت) گیارہ قدم کی اس لیے ہے کہ یہ وتر ہے اور وتر خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے کیونکہ وہ بھی وتر ہے۔ چونکہ افضل الاوتار ایک ہے اور یا افضل الاوتار کا پہلا ارتقاع (بلندی) ہے، جو خود بھی وتر مشابہت زوج بھی بعید کہ سوا ایک کے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی زوج حاصل ہوا، زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اس کے دونوں خصص مساویہ خود افراد ہیں۔ کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ امام الاعداد یعنی گنتی کے اعداد کا امام اور پیشوا ایک کا عدد ہے۔ جب حکمتِ الٰہی نے اکثر عدد کے ساتھ امر کرنا چاہا تو ایسے عدد کو اختیار و پسند کیا کہ جس سے آگے بڑھنا حاصل ہو جیسے ایک کہ گیارہ تک بڑھتا ہے اور یہ تمام دہائیوں سے اوّل دہائی ہے، جو ایک کے زیادہ ہونے سے بڑھا ہے جس سے گیارہ ہوگئے۔ اسی تفائل سے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف قدم اور اسماء گیارہ کا انتخاب ہوا۔

## جوازِ ندائے یا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ

قدیم سے علمائے اہلسنّت فرماتے چلے آئے اور اس پر ان کا عمل بھی رہا کہ وظیفہ "یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للہ" حسبِ فرمودۂ جناب غوثِ عالیہ موجب کشفِ



کربات و قضائے حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ یہ وہابیوں دیوبندیوں سے دریافت کیا جائے کیونکہ اُنہوں نے شیأً للہ کے لفظ میں بحث کی ہے، وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں شرک کہہ دیا ہے۔ یہ ان کا غلط انداز ہے۔ ان کا خیال ہے لفظ لآم برائے حاجت ہے اور خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں، وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا کہتے ہیں خدا کے واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال ان معترضین (اعتراض کرنے والے) کے اعتقاد کیا جائے تو عاصی و خاصی یہ زبان پر نہ لائے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے، مانعین خود ہر موقع و محل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کربات بطریقِ مخصوص فرماتے ہیں اور حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ نے خود ارشاد فرمایا ہے، اگر کسی کو کوئی خدشہ ہو تو معلوم ہوا کہ ان سب مشائخ خصوصاً شیخ قدس سرہٗ کا معاند (دشمن) و مخالف ہے اور علمائے محققین اور فقہا و مفتیان رحمہم اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اور اولیا اللہ عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالمِ دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلّی علیم و قدیر ہو جاتے ہیں اور در اصطلاحِ صوفیہ کرام اس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں۔ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے غوثیہ عالیہ میں باسم عبدالقادر جو وظائف و اوراد میں بروقت حلِّ مشکلات پڑھتے ہیں یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للہ ہی ہے کہ عندالحاجت حضرت رضی اللہ عنہ کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ ان کو اس اقتدا پر اس وصف میں یاد کرنا موجبِ توجہ قدرتِ حق ہے اور شیخ عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ باب ۱۳ کتاب الانسان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے پر کسی اسم سے جلوہ فرماتا ہے تو اس میں وہ بندہ فانی ہو جاتا ہے، پس اگر کوئی شخص اس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقا و اصل ہو تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کے پکارنے والے کو جواب دیتا ہے، پس اگر کوئی یا رسول اللہ ﷺ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں لبیک فرمائے گا۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اپنی کتاب جامع الکمال میں لکھا ہے کہ اولیا رجال الفتح و رجال

التحت والسفل شمار ہوتے ہیں، چنانچہ حضرت قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحاتِ مکیہ صفحہ ۱۸، جلد ۲ میں فرمایا ہے کہ منجملہ ان کے ایک رجل ہوتا ہے اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے اس کی استطاعت اللہ تعالیٰ کے سوا کُل شئے پر ہے ان میں **شجاع مقدام۔ کثیر الدعویٰ بحقٍ۔ یقول حقاً ویحکم عدلاً کان صاحب ھذا القادر شیخنا عبدالقادر جیلانی ببغداد۔** یعنی بہادر، پیش قدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوے کرنے والا سچ کہتا ہے اور انصاف وعدل سے حکم کرتا ہے، اس مقام کے مالک ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بغداد شریف میں تھے۔ ان کا دبدبہ وغلبہ خلق پر حق کے ساتھ تھا، وہ بڑی شان والے ہیں اور ان کے واقعات مشہور ہیں۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب اس سے سن کر جس کی ولایتِ کاملہ کی گواہی زمانہ دیتا ہے، پورے وثوق سے وہی کہتا ہے جو اُن (حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) کے لائق ہے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مدد تو اتنا ظاہر باہر ہے کہ آفتاب سے روشن تر۔ اس موضوع پر متعدد کتب ورسائل موجود ہیں۔ اس ضمن میں فقیر عرض کرتا ہے۔

مشکلات بیعدد داریم ما — شیأً للہ شیأً للہ غوث الاعظم پیرما
درد مارا ازیں غم کن جدا — دستگیرائے دستِ تو دستِ خدا
گرچہ میدانی بصفوت حال ما — بندہ پرورگوش کن اقوالِ ما
مشکلاتِ ہر ضعیفے از توحل — بندہ باشد درضعیفی خود مثل
شہرہ مادر ضعف واشکستہ پری — شہرہ تو درلطف و مسکین پروری
ایکے تو در اطباق قدرت منتہی — منتہی ما در کمی و گمرھی
یاحضرت غوث پاک وقت مدداست — شدسیہ زدر دچاک وقت مدداست

## وظیفے کی لفظی ومعنوی تحقیق

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً لِلّٰہ کے الفاظ با معنیٰ کو خیال کیجئے مثلاً لفظ اوّل یا شیخ بمعنی بزرگ، اور لفظِ دوم عبد بمعنی بندہ، لفظِ سوم القادر۔ یہ ایسی جامع صفت ہے کہ خدا کے ساتھ ہی خاص ہے، چہارم لفظ شیأً بمعنی کوئی چیز، یہ نکرہ ہے۔ اس میں



الاشیاء نہیں جو تصرفِ کلّی کا احتمال پیدا ہو، پنجم لفظ لِلّٰہ بمعنی برائے خدا یعنی خدا کے واسطے۔ یہ لفظ قرآن میں بار بار آیا ہے جیسا کہ **فان خمسہ** اور حدیث میں ہے **من اعطی للہ** (وغیرہ) پس ان الفاظ کے صاف معنوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اس وظیفہ کے پڑھنے والا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو نہ خدا سمجھتا ہے، نہ خدا کا شریک وہمسر بلکہ ایک بزرگ، خدا کا بندۂ خاص جانتا ہے۔ پھر اس میں کفر وشرک وغیرہ کہاں سے آ گیا۔

یعنی دلائل سے ثابت ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً میں ندا و استغاثہ ہے لیکن اس کے جواز کے لیے علما نے جواز کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ حضرت خیرالدین رحمۃ اللہ علیہ استاذ مصنف درمختار رحمہ اللہ نے فتاویٰ خیریہ میں لکھا کہ ”**سئل فی دمشق عن الشیخ العمادی فیما اعتادہ السادۃ الصوفیۃ میں حلق الذکر بالجھر فی المساجد من الجماعۃ ورثو اذالک من آبائھم و اجداد ھم والصادرۃ من ذوی المعارف الالھیۃ کالقادریۃ والسعدیۃ ویقولون یا شیخ عبدالقادر یا شیخ احمد الرفاعی شیأً ونحو ذلک ویحصل لھم فی اثناء الذکر وجد عظیم (اجاب) بعدما ذکر ان حقیقۃ ماعلیہ الصوفیۃ لاینکر ھا الاکل نفس جاھلۃ غیبۃ وبعد ماذکر جواز حلق الذکر والجھریۃ وانشاد القصائدوالاشعار فی المسجد بما صورۃ واما قولھم یاشیخ عبدالقادر فھو نداء واذا ضیف الیہ شیأً للہ فھو طلب شئی اکراماً للہ فھو جائز ولایجوز الاغترار بقول من انکرہ اونقلہ من الوھبانیۃ نظراً الیٰ ان معناہ اعط اللہ شیأ وھٰذا لمعنی لایجوز قطعا وعلیٰ ھٰذا نقل صاحب الدر المختار غیر جوازہ والحال انہ لا یحتاج ببال احد من المسلمین ان اللہ فقیر اعطہ شیأ نعوذ باللہ من ذالک بل معناہ الصحیح لتلک الکلمۃ اعطنی شیأ لوجہ اللہ وھٰذا جائز وصحیح ونظیرہ فی القرآن معمول وموجود فان اللہ خمسہ وللرسول۔**“

دمشق میں شیخ عمادی سے سوال کہ ساداتِ صوفیہ کی عادت ہے کہ وہ مساجد میں حلقۂ ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے ہی اپنے آبا واجداد سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ بھی

عارفین کاملین تھے اور سلسلۂ قادریہ وسعیدیہ کے حضرات ایسے ہی کرتے ہیں اور ساتھ **یاشیخ عبدالقادر الجیلانی، یاشیخ احمد الرفاعی شیاً للہ** وغیرہ وغیرہ اور ذکر کر کے اثنا میں بڑا وجد کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ صوفیہ کا انکار کرنا جاہل اور غبی کا کام ہے۔ ذکر بالجہر کا حلقہ اور مساجد میں اشعار وقصائد پڑھنا بھی جائز ہے اور **یاشیخ عبدالقادر** میں ندا ہے اور اس کے بعد **شیاً للہ** کہنا بھی جائز ہے۔ اس کے قول کے منکر سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ یہ واقعہ رہبانیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے لیے کچھ دو یعنی اسے دے دو حالانکہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور نہ وہ فقیر ہے (نعوذ باللہ) بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے فی سبیل اللہ کچھ دے اور یہ جائز ہے اور معمول بہ ہے۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے:

"**فان اللہ خمسہ وللرسول**۔"

اُویسی فقیر غفرلہٗ نے "**یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شیاً للہ**" پر ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے، اس میں عجیب وغریب بحثیں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

## حضور غوثِ اعظم ؓ کا اسلامی علمی کمال

آپ ؓ نے اپنے دور میں احیاے اسلام کا وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ کسی ولی کامل کونصیب نہ ہوا، اسی لیے من جانب اللہ آپ ؓ کو محی الدین کا لقب نصیب ہوا۔ روئے زمین میں کوئی ایسا خطہ نہ تھا جہاں آپ ؓ کے فیوض و برکات نہ پہنچے ہوں اور تا حال وہی حال ہے جیسا آپ ؓ کے زمانے میں تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ سیّدنا غوثِ اعظم ؓ نے نیابتِ رسول ﷺ پورا پورا حق ادا فرمایا۔ ان کی صلاحیت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے۔ آپ ؓ کے دستِ حق پرست پر کثیر تعداد میں لوگوں نے توبہ کی۔ شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"لم تکن مجالس سیدنا الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ تخلو ممن یسلم من الیہود والنصاریٰ ولا ممن یتوب من قطاع الطریق وقاتل النفس وغیرہ ذالک من الفساد ولا ممن یرجع عن معتقد شئی."

یعنی آپ ؓ کی مجالس شریفہ میں سے کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں یہود و



نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس، مفسد اور بداعتقاد لوگ آپ ؓ کے دستِ حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ ۹۶)

خود حضور سیّدنا محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں:

"قد اسلم علیٰ یدی اکثر من خمسۃ آلاف من الیہود والنصاریٰ وتاب علیٰ یدی من العیارین والمسالحۃ اکثر من مائۃ الف خلق کثیر."

بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں، قزاقوں، فساق، فجار، مفسد اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

(قلائد الجواہر، صفحہ ۱۹)

شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ؓ کی خدمتِ اقدس میں تیرہ شخص اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں، ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی مردِ کامل کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کریں۔ اسی اثنا میں ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے مبارک ہاتھوں پر اسلام قبول کرو۔

"فانہ یوضع فی قلوبکم من الایمان عندہٗ ببرکتہٖ مالم یوضع فیما عند غیرہ من سائر الناس فی ھٰذا الوقت."

یعنی اس وقت تمہارے قلوب پر ایمان کی دولت عطا کرنا غوثِ اعظم ؓ کی برکت سے ہے سوائے ان کے کوئی اور ایسا کام نہیں کر سکے گا۔

ویسے آپ ؓ کے وعظ وتقریر میں ہزاروں کا مجمع ہوتا اور کوئی ایسی مجلس نہ تھی جس میں چند جنازے نہ اُٹھتے ہوں۔

## قاعدہ اسلامیہ

اسلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر خوش ہوتا ہے تو اسے مراتب علیا سے نوازتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے کن فیکون کی منزل تک رسائی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت غوث الاعظم ؓ اپنی کتاب فتوح الغیب مقالہ ۱۶۔۴۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "قال

اللہ تعالیٰ فی بعض کتبہٖ یا ابن آدم انا اللہ الذی لاالہ الا انا اقول لشئی کن فیکون اطعنی اجعلک تقول لشئی کن فیکون وقد فعل ذٰلک بکثیر من انبیائہٖ و اُولیائہٖ و خواصہ من بنی آدم.‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں یوں فرمایا ہے کہ اے فرزندِ آدم میں وہ خدا ہوں کہ سوا میرے کوئی معبود نہیں۔ جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں ہو، پس وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔ تو میری تابعداری کر، تو میں تجھے ایسا کردوں کہ جب تُو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو تو وہ فوراً ہو جائے اور بیشک اللہ تعالیٰ کے بہت سے انبیا اور اولیا اور فرزندانِ آدم سے اس کے خاص لوگوں نے کیا ہے۔

حضرت قطب الوقت امام ابوالمواہب محمد عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا کہ

’’اصحاب الا حوال فان الاشیاء کلھا تتکون علیٰ ھممھم لان الانسان عجل لھم نصیبا من احوالھم فی الجنۃ فھم رجالون.

(الیواقت والجوہر، صفحہ ۷۰، جلد ۲، مبحث ۴۵، مطبوعہ مصر)

اصحابِ احوال وہ ہیں جن کے ارادوں پر اشیا ظاہر ہوتی ہیں اس لیے کہ جنت میں جنتی کو ارادوں پر اشیا پیش کی جائیں گی، یہی حضرات رجال الغیب ہیں۔

**فائدہ:** حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تو ان رجال الغیب کے بھی سرتاج ہیں اور رجال الغیب آپ رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔ تفصیل ’’بہجۃ الاسرار‘‘ میں ہے۔

## غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مراتب و کمالات

آپ رضی اللہ عنہ کے کمالات بے شمار ہیں منجملہ ان کے ہدیۃ الحرمین مطبوعہ محمدی مئی ۱۲۹۷ھ صفحہ ۷۴ میں مذکور ہے کہ حضرت جناب غوثِ اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ تحقیق لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، اگر میں چاہوں تو ان کو اپنی طرف سے پھیر دوں اور اگر چاہوں تو انہیں اپنی طرف کو پھیر لوں۔ اور حضرت جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شخص کے اندر تصرف عطا فرمایا ہے، جو میرے حضور میں حاضر ہیں پس



میرے حضور میں خواہ کوئی کھڑا ہو یا بیٹھے اور ہلے مگر میں اس کے اندر متصرف ہوں۔ یہ دونوں حوالے خلاصۃ المفاخر اور بہجۃ الاسرار میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیے گئے ہیں اور اسی طرح امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ اور ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت جناب ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب شریف میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور تکمیل الایمان اور شرح جامع صغیر میں نقل کی گئی ہے لیکن میں نے اس کو اختصار کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

## کمالات و کرامات

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالات و کرامات بے شمار ہیں، ان میں سے بعض کا ذکر عرض کردوں۔

## محی الدین

یہ وہ کمال ہے کہ کسی دوسرے کمال کے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب محی الدین کس طرح ہوا؟ فرمایا کہ میں نے مکاشفہ کیا کہ ایک دن سیر و سیاحت کے لیے بغداد شریف سے باہر گیا ہوا تھا، جب واپس آیا تو دیکھا کہ راستے میں ایک بیمار، زندگی سے لاچار خستہ حال میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور ضعف و ناطاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار! میری دستگیری کر اور میرے حال پر رحم فرما۔ اپنے دمِ مسیحا نفس سے مجھ پر پھونک تا کہ میری حالت درست ہو جائے۔ میں نے اس پر دَم کرنا ہی تھا کہ وہ پھول کی مانند تر و تازہ ہو گیا، اس کی لاغری کافور ہو گئی اور جسم میں فربہی اور توانائی آ گئی۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، وہ بولا میں تیرے نانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دین ہوں۔ ضعف کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے۔ اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے، تُو محی الدین ہے، تُو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اس میں نئی زندگی ڈالنے والا ہے، تو دین کا مجددِ اعظم اور اسلام کا مصلحِ اکبر ہے۔

میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستے

میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور باآواز بلند بولا، سیّدی محی الدین رضی اللہ عنہ۔

بعدازاں میں مسجد میں آیا اور دوگانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین رضی اللہ عنہ، محی الدین رضی اللہ عنہ پکارنے لگی۔ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا، حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے دینِ اسلام اور رسول پاک ﷺ کی وہ محیر العقول خدمات سر انجام دیں، جن کو دیکھ کر آج حلقۂ بگوشانِ اسلام محوِ حیرت اور انگشت بدنداں ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تجدیدِ دین، آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت کا اثر ارشاد و تربیت، اشاعتِ اسلام، احیائے دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ کشف بالکل صحیح ہے۔

## اہل القبور کی امداد

اس مسئلے میں اہلِ اسلام کا اتفاق ہے، صرف منکر ہیں تو وہابی نجدی اور ان کے ہمنوا فرقے۔ اس بارے میں فقیر کی تصنیف ہے ”الاستمداد من اهل القبور“ یہاں ایک حدیث عرض ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

**یعنی** جس وقت تم اُمورِ مشکلہ میں حیران و پریشان ہو جاؤ تو اہلِ قبور (اہل اللہ) سے مدد طلب کرو۔ یہ حدیث عملاً مجرب ہے۔ حضرت امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنا مشاہدہ اور تجربہ بیان فرماتے ہیں:

”حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وکان یعرف هٰذا الحدیث فقاله‘ فحبسها الله علیهم فی الحال وکنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهیمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی هٰذا الکلام. (نووی شارح مسلم کی کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۰)

مجھ سے ایک بہت بڑے شیخ و عالم نے اپنا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ میرا خچر بھاگ گیا اور مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیثِ پاک یاد تھی۔ میں نے اسی وقت پکارا: ”اعینونی یا عباد اللّٰه“ ”اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔“ تو اللہ تعالیٰ نے اس خچر کو اسی وقت روک دیا۔



امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا، ہم اس کے پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے بمطابق حدیثِ هٰذا عمل کیا تو وہ سواری فوراً کھڑی ہو گئی اور اس کے کھڑے ہونے کا اس کلام کے سوا اور کوئی سبب نہ تھا۔ علاوہ ازیں اہلِ قبور سے استمداد کی بیشمار حکایات و حوالہ جات ہیں۔ فقیر کے رسالہ ”استمداد از اہلِ قبور“ کا مطالعہ کریں۔

## کراماتِ الاولیا حق

یہ جملہ مخالفین کے عقائد میں بھی داخل ہے اور کرامات کی جملہ اقسام پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے اور یہ 11 قدم والا مسئلہ بھی اس اجمال کی تفصیل ہے۔ کیونکہ کرامات الاولیاء میں علماء کرام نے لکھا ہے:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں کہ اولیا اللہ کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت میں جس جگہ چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں اور اپنے دوستوں و معتقدوں کی مدد اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور ان کی ارواح سے بطریقِ اُویسیہ فیضِ باطنی پہنچاتی ہیں۔ اس کی جیتی جاگتی دلیل سلسلۂ نقشبندیہ اور سلسلۂ اُویسیہ ہے۔ ویسے ہر سلسلے میں روحانی فیض کا اجرا ہوا اور ہوا کرتا ہے اور ہو رہا ہے یعنی سلسلۂ قادریہ و چشتیہ اور سہروردیہ میں باطنی فیض جاری ہوا اور جاری ہے۔ بالخصوص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بعدِ وصال بیشمار حضرات کو روحانی بیعت سے نوازا اور ان کا سلسلہ تا قیامت چل رہا ہے۔ مثلاً سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔

اس لیے وظیفہ شیئاً لِلّٰه اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم اور اس سے روحانی اور ظاہری فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ منکر کو سوائے انکار برائے انکار کے اور کوئی کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیائے کرام کی نیاز مندی اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

**ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ‘**

بہاول پور، پاکستان ۲۲ محرم ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ